# ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

اور

# مروجہ قرآن خوانی



مرتب

مفتی عبد العظیم اعظمی

مدرس مدرسہ ریاض الجنہ وڑجئی روڈ، دھولیہ، مہاراشٹر

# ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

# اور

# مروجہ قرآن خوانی

مرتب:
مفتی عبدالعظیم اعظمی
مدرس مدرسہ ریاض الجنۃ دھولیہ مہاراشٹر

# تفصیلات



❖ کتاب کا نام : ایصال ثواب کی شرعی حیثیت اور مروجہ قرآن خوانی
❖ مرتب : مفتی عبد العظیم اعظمی
❖ سن اشاعت : ۲۰۲۵ء ۱۴۴۷ھ
❖ قیمت :
❖ کمپوزنگ : محمد ذوالقرنین قاسمی (قاسمی گرافکس) 8899979171

## ملنے کا پتہ

عبد العظیم اعظمی رابطہ:7275243496
مسجد و مدرسہ ریاض الجنۃ وڑجئی روڈ، دھولیہ، مہاراشٹر



# انتساب

- اپنے والدین محترمین کے نام...
جن کی دعا اور تربیت میرا سب سے بڑا سرمایۂ حیات ہے۔
- اپنے تمام اساتذۂ گرامی قدر کے نام...
جن کی محنت، دعا اور تربیت میرے لیے ہمیشہ مشعل راہ رہی ہے۔
- اپنے ابتدائی ادارہ مدرسہ تعلیم القرآن لپری جون پور یوپی کے نام...
جہاں سے تعلیمی سفر کا آغاز ہوا۔
- مدرسہ عربیہ ریاض العلوم گورینی جونپور یوپی کے نام...
جس کی ایمانی ونورانی اور علمی فضاؤں میں تقریباً دس برس گزارے، جہاں حفظ قرآن مجید، فارسی، عربی اور علوم دینیہ کی ابتدائی وثانوی منازل طے کی۔
- ام المدارس دارالعلوم دیوبند کے نام...
جہاں احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو میں میری زندگی کا قیمتی ترین سال گزرا۔
- مسجد و مدرسہ ریاض الجنہ دھولیہ کے نام...
جہاں اللہ تعالیٰ نے تدریسی خدمت کی توفیق عطا فرمائی اور جہاں کے اساتذۂ کرام و منتظمین نے ہر موڑ پر حوصلہ افزائی فرمائی۔

عبدالعظیم بن دلشاد احمد اعظمی
مدرسہ ریاض الجنہ دھولیہ مہاراشٹر

# فہرست

عناوین | صفحہ


- انتساب ............ ۴
- دعائیہ کلمات: حضرت مولانا بابا فرید الدین قاسمی دار العلوم وقف دیوبند ۔ ۷
- تقریظ: حضرت الاستاذ مفتی محمد عثمان صاحب ............ ۸
- تقریظ: حضرت مفتی منتظر حسن صاحب قاسمی دار العلوم زکریا دیوبند ... ۹
- تمہید ............ ۱۰
- ایصال ثواب کا مطلب ............ ۱۲
- ایصال ثواب کی چند صورتیں ............ //
- ثواب جاریہ ............ ۱۳
- عبادات مالیہ سے ایصال ثواب ............ ۱۴
- ایصال ثواب بصورت قربانی ............ ۱۶
- عبادات بدنیہ کے ذریعے ایصال ثواب ............ ۱۷
- دعا واستغفار کے ذریعے ایصال ثواب پر اجماع ............ //
- عبادات بدنیہ کی دیگر صورتوں سے ایصال ثواب ............ ۱۹
- ایصال ثواب بصورت روزہ ............ //
- ایصال ثواب بصورت ذکر وتلاوت ............ ۲۲
- ایصال ثواب بصورت حج وعمرہ ............ ۲۳
- ایصال ثواب سے متعلق ایک اہم ضابطہ ............ ۲۵
- ایصال ثواب کی وسعت ............ //

- ❑ ایصال ثواب کی قبولیت کے بنیادی شرائط ........................ ٢٦
- ❑ ایصال ثواب کے لیے صدقہ جاریہ ........................ ٢٧
- ❑ عبادات مالیہ کا ثواب افضل ہے ........................ //
- ❑ ایصال ثواب کا احسن طریقہ ........................ //
- ❑ تلاوت کلام پاک کے ایصال ثواب کا احسن طریقہ ........................ ٢٨
- ❑ قبر پر حاضری کا ادب ........................ //
- ❑ قبر پر جا کر ایصال ثواب کرنے کی مصلحتیں ........................ ٢٩
- ❑ رواجی قرآن خوانی ثابت نہیں ........................ //
- ❑ مروجہ قرآن خوانی کی خرابیاں ........................ ٣٠
- ❑ مروجہ قرآن خوانی کا حکم فتاوی کی روشنی میں ........................ ٣٤
- ❑ ایصال ثواب کے لیے تلاوت قرآن پر اجرت لینا بالاتفاق جائز نہیں . ٣٦
- ❑ رواجی ایصال ثواب سے اجتناب ضروری ہے ........................ ٣٨
- ❑ ایک مخلصانہ گزارش ........................ ٣٩
- ❑ مقبرہ کی آواز ........................ ٤٠

# دعائیہ کلمات

## حضرت مولانا بابا فریدالدین صاحب قاسمی

### شیخ الحدیث (ثانی) دارالعلوم وقف دیوبند

نحمده ونصلی و نسلم علی رسوله الکریم . اما بعد:

حدیث میں آتا ہے کہ میت ڈوبتے فرد کی طرح ہے کہ بچانے والوں کو پکارتا ہے، اسی طرح میت کو بھی ایصال ثواب کا انتظار رہتا ہے، عبادت مالیہ سے ایصال ثواب تو متفق علیہ ہے البتہ عبادت بدنی پر بعض حضرات کا اختلاف ہے لیکن دونوں طریقے حدیث شریف میں موجود ہیں جس پر عزیزم مولانا عبدالعظیم حفظہ اللہ نے ''ایصال ثواب کی شرعی حیثیت اور مروجہ قرآن خوانی'' نامی کتاب تالیف کی ہے۔

دعا ہے کہ رب کریم اس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لیے نافع بنائے اور استفادہ کی توفیق ارزانی فرمائے اور مؤلف کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

والسلام

فریدالدین القاسمی غفرلہ

خادم تدریس دارالعلوم وقف دیوبند

۱۸/دسمبر ۲۰۲۵ء، ۲۶/جمادی الثانیہ ۱۴۴۷ھ

# تقریظ

## حضرت الاستاذ مفتی محمد عثمان صاحب دامت برکاتہم

استاذ و مفتی مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور یوپی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين ومن تبعهم بإحسان الى يوم الدين، أما بعد:

عزیزم مفتی عبدالعظیم سلمہ اللہ تعالی استاذ مدرسہ ریاض الجنہ دھولیہ مہاراشٹر نے حضرات فقہاء اور مفتیان کرام واسلاف کے فتاوی وارشادات وغیرہ کی روشنی میں ایصال ثواب اور اس کی مروجہ صورتوں کے شرعی احکام پر ایک اچھا مواد جمع کر دیا ہے، بندہ نے پورے رسالہ کو از اول تا آخر پڑھوا کر سنا پوری تحریر پر اطمینان ہے، اللہ تعالی اس تحریر کو قبول فرما کر مفتی عبدالعظیم سلمہ کو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کے علم وعمل میں اخلاص اور برکت عطا فرمائے اور اس طرح کے کاموں کی مزید توفیق ارزانی نصیب کرے اور امت کے حق میں اس کو نافع بنائے۔ آمین

بندہ محمد عثمان
مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور یوپی
١٦ ربیع الثانی ١٤٤٧ھ

# تقریظ

## حضرت مولانا مفتی منتظر حسن صاحب قاسمی

### شیخ الحدیث دارالعلوم زکریا دیوبند

نحمده ونصلي على رسوله الكريم.اما بعد:

رب ذوالجلال کا بڑا ہی کرم واحسان ہے کہ قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گزارنے کے طریقے بتلانے کے لیے ہر ہی زمانہ میں وارثین انبیاء، علماء وفقہاء کو پیدا فرماتے رہتے ہیں جو امت کی عوام کو جائز ناجائز، حلال وحرام سے روشناس کراتے رہتے ہیں۔

ماشاء اللہ فقہاء کی جماعت کی ایک مضبوط کڑی حضرت مفتی عبدالعظیم صاحب اعظمی کی ذات ہے جو کہ مدرسہ ریاض الجنۃ دھولیہ مہاراشٹر کے بڑے قابل وماہر استاذ ہیں انہوں نے بڑے اہم موضوع ایصال ثواب کی حقیقت سے متعلق ایک کتاب معتبر حوالوں کے ساتھ لکھی ہے جس کا نام ''ایصال ثواب کی شرعی حیثیت اور مروجہ قرآن خوانی'' ہے۔

میں نے کتاب کو پڑھا ہے ماشاءاللہ عمدہ ہے ہر بات کو مدلل لکھا گیا ہے، اللہ تعالی قبول فرمائیں اور ان کی عمر اور علم میں ترقی عطا فرمائیں۔

العبد منتظر حسن

٢٢/١٢/٢٠٢٥ء، ١/٧/١٤٤٧ھ

# تمہید

الحمدللہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الاہتداء، اما بعد:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق واضح تعلیمات فراہم کرتا ہے خواہ وہ زندگی کا مرحلہ ہو یا موت کے بعد، انھی تعلیمات میں ایک موضوع ایصال ثواب بھی ہے۔یعنی کسی زندہ شخص کا اپنے کسی نیک عمل کا اجر کسی دوسرے، بالخصوص متوفی، کو بخش دینا۔

اہل سنت والجماعت کے یہاں ایصال ثواب کا جواز ایک مسلمہ اصول ہے جس کی بنیاد قرآن کریم کی آیات، احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور امت کے متواتر عملی تعامل پر ہے.صدقہ، دعا، حج، قربانی، تلاوت قرآن، نماز، روزہ اور دیگر نیک اعمال کا ثواب میت کو بخشنا ایسا عمل ہے جو نہ صرف شرعا جائز بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔

تاہم عصر حاضر میں بعض حلقے ایصال ثواب کی مشروعیت پر سوالات اٹھاتے ہیں اس کے برعکس بعض لوگ ایصال ثواب کا صحیح طریقہ سمجھے بغیر ہر قسم کی رسم ورواج پر مبنی قرآن خوانی کو دین کا حصہ سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔

یہ کتابچہ اسی توازن اور اعتدال کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے تاکہ:

قرآن وسنت کی روشنی میں ایصال ثواب کی شرعی حیثیت کو مدلل انداز میں واضح کیا جائے۔

مروجہ قرآن خوانی کے رائج طریقوں کا تجزیہ کیا جائے ۔ کہ وہ شرعی اصولوں کے مطابق ہیں یا ان میں اصلاح کی ضرورت ہے ۔

اور اس اہم عمل کو جذبات ، رسوم یا افراط وتفریط سے ہٹ کر علمی ، شرعی اور اعتدال پر مبنی بنیاد فراہم کی جائے ۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے ، اسے ذریعۂ ہدایت و نفع عام بنائے ، احقر کے لیے اور اس کے والدین واساتذۂ کرام کے لیے ذخیرۂ آخرت اور نجات کا ذریعہ بنائے ۔ آمین ؛ یارب العالمین

عبدالعظیم بن دلشاد احمد اعظمی

مدرسہ ریاض الجنہ دھولیہ مہاراشٹر

۲۷ / محرم الحرام ۱۴۴۷ھ

# ایصال ثواب کا مطلب

ایصال ثواب کا لغوی معنی ہے ثواب پہنچانا،
اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ مسلمان کوئی نیک عمل کر کے اللہ تعالی سے دعا کرے کہ اس کا ثواب کسی اور (زندہ یا مردہ) کو پہنچا دے۔
"ایصال الثواب هو أن يقوم المسلم بعمل صالح ثم يدعو الله أن يجعل ثوابه لغيره، ميتا كان أو حيا"(۱)

## ایصال ثواب کی چند صورتیں

ایک مومن کے وفات پا جانے کے بعد اس کو ثواب ملنے کی چند صورتیں ہیں:
(۱) مرحوم کوئی ایسا عمل طاعت کر جائے جو بعد میں بھی باقی رہے۔
(۲) اس کے رشتہ دار اور دوست و احباب خود کچھ نیکیاں و طاعات بجا لائیں اور ان کا ثواب مرحوم کو پہنچنے کی دعا کر دیں۔
پھر جن عبادات کے ذریعے ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے وہ تین قسم کی ہیں:
(۱) عبادات مالیہ جیسے صدقہ وخیرات وغیرہ
(۲) عبادات بدنیہ جیسے نماز، روزہ، ذکر وتلاوت وغیرہ
(۳) وہ عبادات جو بدن اور مال دونوں سے مرکب ہوں جیسے حج وعمرہ
فائدہ: عبادات قلبیہ جیسے ایمان، یقین ان کا ثواب نہ کسی کو بخشا جا سکتا ہے اور نہ وہ کسی اور کو نفع دے سکتے ہیں۔

(۱) (الموسوعۃ الفقہیۃ ۲/۳۱۰)

"أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ." (۱)

ترجمہ: یہ کہ کوئی انسان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور یہ کہ انسان کو سوائے اس کی محنت کے کچھ اور نہیں ملے گا۔

اکثر علماء نے اس آیت کے ذیل میں یہی مسئلہ بیان کیا ہے کہ انسان کو صرف اپنے ہی ایمان کا ثواب ملے گا کسی اور کے ایمان سے اس کو کوئی نفع نہ ہوگا۔

لہٰذا باپ کو اپنی اولاد کے ایمان سے یا اولاد کو اپنے والدین کے ایمان سے کوئی نفع نہیں ہوسکتا جب کہ وہ خود ایماندار نہ ہوں؛

رہی دیگر عبادات جیسے عبادات مالیہ صدقہ وخیرات، وقف وغیرہ اور عبادات بدنیہ نماز، روزہ، ذکر وتلاوت وغیرہ اور دونوں سے مرکب عبادات جیسے حج اور عمرہ تو ان میں سے بعض کے متعلق ائمہ کے درمیان کچھ اختلاف پایا جاتا ہے تاہم متعدد دلائل سے ان سب کے ذریعے ایصال ثواب کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

## ثواب جاریہ

ایک مومن اپنی حیات میں ایسی نیکیاں و طاعات جاری کر دے جن کا سلسلہ اس کے مرنے کے بعد بھی قائم و جاری رہے تو ان کا ثواب اس شخص کے انتقال کے بعد اس کو پہنچتا ہے اور وصول ثواب کی اس صورت پر سبھی علماء وائمہ کا اتفاق ہے۔

### دلیل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عنْه عَمَلُهُ إِلَّا مِن ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِن

(۱) (سورۃ النجم:۳۸-۳۹)

صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو له." (۱)

ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے، تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے مگر تین اعمال کا ثواب جاری رہتا ہے، ایک صدقۂ جاریہ کا، دوسرے نفع پہنچانے والے علم کا اور تیسرے نیک صالح اولاد کا جو اس کے حق میں دعا کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وفات کے بعد اعمال کا ثواب منقطع ہوجاتا ہے مگر تین اعمال کا ثواب جاری رہتا ہے ان میں سے ہر ایک عمل وہ ہے جس کا ذریعہ ووسیلہ مرنے والا اپنی زندگی میں بنا تھا اسی لیے ان کا ثواب مرنے کے بعد پہنچتا رہتا ہے۔

قاضی عیاض، علامہ نووی، علامہ مناوی وغیرہ نے یہی وجہ بیان کی ہے۔(۲)

فائدہ: دیگر احادیث میں اور بھی متعدد امور کا ثواب بعد الموت جاری رہنے کا ذکر آیا ہے مگر ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین اعمال والی حدیث میں جو صدقۂ جاریہ کا ذکر ہے دوسری احادیث میں اسی صدقے کی دیگر صورتوں کا ذکر ہے۔(۳)

## عبادات مالیہ سے ایصال ثواب

مالی عبادات سے ایصال ثواب کی مشروعیت پر تمام ائمۂ اہل سنت کا اجماع ہے

"فلا نزاع بين علماء السنة والجماعة في وصول ثواب العبادات المالية كالصدقة والعتق كما يصل اليه ايضا الدعاء والاستغفار والصلاة عليه صلاة الجنازة والدعاء عند قبره" (۴)

---

(۱) (مسلم)

(۲) (اکمال المعلم ۳/۳۷۵، شرح مسلم ۱۱/۱۲، فیض القدیر ۵۶۱/۱)

(۳) (فیض القدیر ۸۸/۴)

(۴) (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ۳۶۶/۲۴)

ترجمہ: اہل سنت والجماعت کے مابین اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عبادات مالیہ کا ثواب مرحومین کو پہنچتا ہے جس طرح کہ دعا، استغفار اور جنازے کی نماز کا اور قبر کے پاس دعا کا ثواب پہنچتا ہے۔

امام مسلمؒ نے حضرت امام ابن مبارکؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"ليس في الصدقة اختلاف" (۱)

ترجمہ: صدقہ کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اسی طرح علامہ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں اور علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

اس سلسلے میں متعدد احادیث وارد ہیں:

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

حضرت سعد ابن عبادہ کی والدہ کا انتقال ہوا جبکہ حضرت سعد موجود نہیں تھے وہ اللہ کے رسول کی خدمت میں آئے اور عرض کیا

يا رسول الله ان امي توفيت وانا غائب عنها اينفعها شيء ان تصدقت به عنها؟

یا رسول اللہ میری ماں کا انتقال اس وقت ہوا کہ میں موجود نہیں تھا کیا اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو ان کو کچھ نفع ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، اس پر انہوں نے کہا میرا ایک باغ ہے میں اس کو ان کی جانب سے صدقہ کرتا ہوں۔(۲)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

(۱) (مسلم ۱۲/۱)

(۲) (بخاری)

"ان رجلا قال للنبي صلى الله عليه وسلم ان ابي مات وترك مالا ولم يوص فهل يكفر عنه ان اتصدق عنه؟ قال: نعم"(۱)

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے باپ کا انتقال ہوگیا انہوں نے مال چھوڑا ہے مگر کوئی وصیت نہیں کی تو کیا اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو ان کے حق میں یہ کفارہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

معلوم ہوا کہ مرحومین کی جانب سے مالی عبادت صدقہ وخیرات انجام دی جا سکتی ہے اور اس کا ثواب مرحومین کو پہنچتا ہے۔

## ایصال ثواب بصورت قربانی

اسی کی ایک قسم قربانی بھی ہے اس کے ذریعے بھی مرحوم کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔

### دلیل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"أَنَّ رَسولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ أَمَرَ بكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ في سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ في سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ في سَوَادٍ، فَأُتِيَ به لِيُضَحِّيَ به، فَقالَ لَهَا: يا عَائِشَةُ، هَلُمِّي المُدْيَةَ، ثُمَّ قالَ: اشْحَذِيهَا بحَجَرٍ، فَفَعَلَتْ: ثُمَّ أَخَذَهَا، وَأَخَذَ الكَبْشَ فأضْجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، ثُمَّ قالَ: باسْمِ اللهِ، اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِن مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ ضَحَّى بهِ."(۲)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا

(۱) (مسلم)
(۲) (مسلم)

جس کے پیر کالے ہوں اور پیٹ وسینہ کا حصہ بھی کالا ہو اور آنکھیں بھی کالی ہوں چنانچہ وہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی قربانی کریں آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ مجھے چھری دینا پھر فرمایا کہ چھری کو پتھر پر تیز کرنا وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑ کر پچھاڑا پھر ذبح فرمایا، پھر کہا کہ اللہ کے نام سے اے اللہ یہ محمد اور محمد کی آل اور محمد کی امت کی جانب سے قبول فرما اور اس کی قربانی دی۔

واضح ہوا کی زندوں اور مردوں دونوں کی جانب سے قربانی کرنا درست ہے اور اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے

## عبادات بدنیہ کے ذریعے ایصال ثواب

عبادات بدنیہ جیسے دعا، استغفار، نماز، روزہ، ذکر وتلاوت وغیرہ تو ان میں سے بعض کے بارے میں اجماع ہے کہ ان کا ثواب پہنچتا ہے اور بعض میں ائمہؒ کرام کا اختلاف ہے۔

## دعا واستغفار کے ذریعے ایصال ثواب پر اجماع

عبادات بدنیہ میں سے دعا واستغفار کے ذریعے ایصال ثواب پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ صدقہ سے ایصال ثواب کا جواز بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وكذلك ينفعه الحج عنه والأضحية عنه والعتق عنه والدعاء والاستغفار له بلا نزاع بين الائمة"(۱)

ترجمہ: اسی طرح میت کی جانب سے حج اور قربانی اور غلام آزاد کرنے اور

---

(۱) (مجموع الفتاوی ۳۱۵/ ۲۴)

اس کے حق میں دعا و استغفار کرنے سے اس کو باتفاق ائمہ نفع ہوتا ہے۔

امام نوویؒ، علامہ ابن قیمؒ وغیرہ نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

دعا و استغفار کے ذریعے مرحومین کو نفع پہنچنا متعدد دلائل سے ثابت ہے،

(۱) قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

''وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ'' (۱)

ترجمہ: اور ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئے جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے، اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں۔

فائدہ: اس میں سابقین کے لیے دعا کرنے کی ترغیب ہے اور صوفیاء کی عادت لازمہ ہے اپنے سلف کے لیے دعا اور ایصال ثواب کرنے کی۔(۲)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إن الله ليرفع الدرجة للعبد الصالح في الجنة،فيقول: يا رب أنى لي هذه؟ فيقول: باستغفار ولدک لک" (۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی بندے کے لیے جنت میں درجات بلند فرما دیں

(۱) (سورۃ الحشر:۱۰)

(۲) (بیان القرآن ۵۲۶ / ۳، مسائل السلوک من کلام الملوک)

(۳) (ابن ماجہ)

گے، وہ پوچھے گا کہ یہ درجات مجھے کہاں سے حاصل ہوئے؟ اس سے اللہ تعالی فرمائیں گے تیرے حق میں تیرے بیٹے کے استغفار سے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے مرحومین کی نماز جنازہ پڑھی ہے اور نماز جنازہ درحقیقت دعا ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ یہ مرحومین کے حق میں نفع بخش ہے۔

ان دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ دعا واستغفار مرحومین کے حق میں جائز اور نفع بخش ہے۔

## عبادات بدنیہ کی دیگر صورتوں سے ایصال ثواب

عبادات بدنیہ کی دوسری صورتوں جیسے نماز و روزہ اور ذکر و تلاوت سے ایصال ثواب میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے حنفیہ کا مسلک جواز کا ہے،

”والاصل فيه ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او قراءة قرآن او ذكرا او طوافا او حجا او عمرة او غير ذلك عند اصحابنا“. (۱)

ترجمہ: اس میں اصل یہ ہے کہ ہمارے علماء کے نزدیک انسان کو اپنے اعمال کا ثواب کسی اور کے حق میں کر دینے کا اختیار ہے خواہ وہ نماز ہو یا روزہ، صدقہ ہو یا قرآن کریم کی تلاوت، ذکر ہو یا طواف وحج اور عمرہ وغیرہ۔

جمہور کے نزدیک ایصال ثواب کی یہ صورتیں جائز ہیں جس کی متعدد دلائل ہیں

## ایصال ثواب بصورت روزہ

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

”أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من مات وعليه

(۱) (البحر الرائق ۳/۱۰۵)

صيام صام عنه وليه."(۱)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی جانب سے روزے رکھے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جاء رجل الى النبي ﷺ قال: يا رسول الله ! إن أمي ماتت وعليها صوم شهر أفأقضيه عنها؟قال نعم؛ قال: فدين الله أحق أن يقضى." (۲)

ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں کیا میں ان کی جانب سے قضا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، اللہ کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ وہ ادا کیا جائے۔

فائدہ: روزے کے سلسلے میں اور بھی احادیث موجود ہیں

ان احادیث کا ایک مطلب یہ ہے کہ یہ ایصال ثواب کے بارے میں ہیں لہٰذا ایک شخص اپنی جانب سے روزہ رکھے اور اس کا ثواب مرحوم کو پہنچا دے تو یہ جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فالحاصل أن الحديث محمول على الإثابة دون النيابة والتعبير المذكور يصلح لهما بدون تأويل لأنهما نيتان أي قد يكون الصوم عن أحد بنيه الإثابة، وقد يكون بنية النيابة ولا

(۱) (بخاری)

(۲) (بخاری)

يتلفظ بها أصلا، فيقال في الإثابة أيضا صام عنه كما يقال في النيابة بدون فرق، أما حديث لا يصوم أحد عن أحد فهو محمول على النيابة فلا تنافي بين الحديثين.“ (۱)

ترجمہ: حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث ثواب پہنچانے پر محمول ہے نہ کہ نیابت پر اور مذکورہ تعبیر ”عن فلان“ نیابت و اثابت دونوں معنوں کے لیے بلا تاویل چل سکتی ہے کیوں کی یہ نیابت و اثابت دونوں نیتیں ہیں یعنی کبھی روزہ کسی کی جانب سے بنیت اثابت ہوتا ہے اور کبھی بنیت نیابت ہوتا ہے اور ان کا زبان سے بالکل تلفظ نہیں کیا جاتا لہٰذا اثابت میں بھی کہا جا سکتا ہے ”صام عنه “ جیسے نیابت میں کہا جاتا ہے بغیر فرق کے، رہی وہ حدیث جس میں ہے کہ کوئی کسی کا روزہ نہ رکھے یہ محمول ہے نیابت پر لہٰذا دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”وأما أنا فأقول: ان الصوم في الأحاديث المرفوعة يحمل على المراد به أن الولي يصوم صوم النذر عن الميت لكن لا بطريق النيابة عنه بل يصوم لنفسه ثم يوصل ثوابه اليه.“(۲)

ترجمہ: لیکن میں کہتا ہوں کہ ان مرفوع احادیث میں روزہ کو محمول کیا جائے اس مراد پر کہ میت کا ولی نذر کے روزے اس کی جانب سے رکھے لیکن بطریق نیابت نہیں بلکہ وہ اپنی جانب سے رکھے پھر اس کا ثواب میت کو پہنچا دے۔

اس کا قرینہ یہ ہے کہ ان احادیث میں وصیت نہیں کی گئی ہے لہٰذا یہ روزہ ولی کی جانب سے بطور تبرع ہوگا۔

---

(۱) (فیض الباری ۳۲۹/ ۴)

(۲) (اعلاء السنن ۲۸۹۶/ ۶)

ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ روزہ کے ذریعے ایصال ثواب درست ہے نیز علماء نے لکھا ہے کہ اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ دیگر تمام بدنی عبادات کا بھی یہی حکم ہو۔

## ایصال ثواب بصورت ذکر وتلاوت

عبادات بدنیہ میں سے تلاوت قرآن مجید، تسبیح وتحمید اور دیگر اذکار بھی ہیں ان کے ذریعے ایصال ثواب کا حکم بھی وہی ہے جو روزہ کا حدیث سے معلوم ہوا۔

اس کے متعدد دلائل ہیں بعض کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) حضرت علاء بن اللجلاج کے صاحبزادے عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ:

"قال لي أبي: يا بني اذا انا مت فألحدني، فاذا وضعتني في لحدي فقل: بسم الله وعلى ملة رسول الله، ثم سن على الثرى سنا ثم اقرا عند راسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ذلك." (۱)

ترجمہ: مجھ سے میرے والد نے فرمایا کہ جب میری موت ہوجائے تو میرے لیے بغلی قبر بنانا جب مجھے قبر میں رکھ دو تو "بسم الله وعلى ملة رسول الله" کہنا، پھر میرے اوپر مٹی آہستہ سے ڈالنا پھر میرے سر کے پاس سورہ بقرہ کا شروع اور آخر پڑھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے۔

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد میں اس کے رجال کو قابل اعتبار کہا ہے۔

علامہ ظہیر احسن النیموی نے آثار السنن میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔(۲)

---

(۱) (طبرانی)

(۲) (مجمع الزوائد ۱۶۲ / ۳، آثار السنن ۱۲۴ / ۲)

(۲) حضرت علاء بن اللجلاج سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے صاحبزادوں سے فرمایا:

"اذا أدخلتموني قبري فضعوني في اللحد وقولوا بسم الله وعلى سنة رسول الله وسنوا علي التراب سنا واقرأوا عند رأسي أول البقرة وخاتمتها فإني رأيت ابن عمر يستحب ذلك."(۱)

ترجمہ: جب مجھے میری قبر میں داخل کردو اور لحد میں رکھ دو تو "بسم الله وعلى سنة رسول الله" کہو اور مجھ پر آہستہ سے مٹی ڈالو اور میرے سرہانے سورہ بقرہ کا شروع اور اخیر حصہ پڑھو کیونکہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اس کو مستحب سمجھتے تھے۔

یہ حدیث اگرچہ موقوف علی الصحابی ہے مگر حکما مرفوع ہے کیونکہ صحابہ کے وہ اقوال جس کا مصدر قیاس واجتہاد نہ ہو وہ مرفوع کے حکم میں ہوتے ہیں۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ موقوف حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ عقل سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے نہیں ہے۔(۲)

## ایصال ثواب بصورت حج وعمرہ

حج وعمرہ کے ذریعے بھی ایصال ثواب صحیح ہے،

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِن خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الوَدَاعِ، قالَتْ: يا رَسولَ اللَّهِ إنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ علَى عِبَادِهِ في الحَجِّ أدْرَكَتْ أبِي شيخًا كَبِيرًا لا يَسْتَطِيعُ أنْ يَسْتَوِيَ علَى الرَّاحِلَةِ فَهلْ يَقْضِي عنْه أنْ أحُجَّ عنْه؟

(۱) (سنن کبری بیہقی مع الجوہر النقی ۵۶/ ۴)
(۲) (اعلاء السنن ۳۴۲/ ۸)

قالَ: نَعَمْ.(۱)

ترجمہ: حجۃ الوداع کے موقع پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے، اس نے میرے والد کو پالیا اس حال میں کہ وہ بوڑھے ہو چکے ہیں، سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، کرسکتی ہو۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت میں آیا ہے کہ:

”جاء رجلٌ إلى النبيِّ صلَّى اللّٰهُ عليهِ وسلمَ فقال : إن أختي نذرت أن تحجَّ وقد ماتت قال : أرأيت لو كان عليها دينٌ أكنت تقضِيه؟ قال : نعم قال : فاللّٰهُ تبارك وتعالى أحقُّ بالوفاءِ.“(۲)

ترجمہ: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: ”میری بہن نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی، لیکن وہ فوت ہوگئی ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ذرا بتاؤ! اگر تمہاری بہن پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟“

اس نے کہا: ”جی ہاں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تو اللہ تعالیٰ قرض کی ادائیگی کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔“

”والأصل فيه أن الإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره

---

(۱) (بخاری)

(۲) (بخاری)

صلاة او صوما أو صدقة أو قراءة قرآن أو ذكرا أو طوافا أو حجا او عمرة او غير ذلك عند أصحابنا."(۱)

ترجمہ: اس میں اصول یہ ہے کہ ہمارے علماء کے نزدیک انسان کو اپنے اعمال کا ثواب کسی اور کے حق میں کر دینے کا اختیار ہے خواہ وہ نماز ہو یا روزہ صدقہ ہو یا قرآن مجید کی تلاوت، ذکر ہو یا طواف وحج اور عمرہ وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ کے ذریعے بھی مرحومین کو ثواب پہنچایا جا سکتا ہے۔

حاصل یہ کہ ایصال ثواب کی یہ مختلف صورتیں ہیں جن کے ذریعے ایک شخص اپنے متعلقین اور رشتہ داروں کو ثواب پہنچا کر ان کے لیے نجات کی راہ ہموار کر سکتا ہے یا ان کے لیے درجات کی بلندی کا انتظام کر سکتا ہے۔

## ایصال ثواب سے متعلق ایک اہم ضابطہ

ایصال ثواب کے لیے نہ تو کوئی عمل خاص ہے نہ کوئی چیز خاص ہے نہ کوئی دن خاص ہے اور نہ ہی کوئی مہینہ خاص ہے بلکہ سال بھر میں کسی بھی دن کسی بھی نیک عمل کا ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے، البتہ فرائض وواجبات کے ایصال ثواب کے بارے میں دو آراء ہیں، بعض اہل علم منع فرماتے ہیں جبکہ بعض درست قرار دیتے ہیں، البتہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ اختلاف ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ: میرے نزدیک احتیاط اسی میں ہے کہ فرض کا ثواب کسی کو نہ بخشے۔(۲)

## ایصال ثواب کی وسعت

ایصال ثواب ہر قسم کی مالی اور بدنی عبادت کا کیا جا سکتا ہے اس میں بڑی

(۱) (البحر الرائق ۳/۱۰۵)
(۲) (امداد الفتاوی ۱/۵۹۹)

وسعت اور سہولت ہے مثلاً ذکر، تسبیحات، درود شریف استغفار، تلاوت جتنا سہولت سے ہو سکے، نفل نماز، حج عمرہ، صدقہ، مسجد و مدرسہ وہسپتال کی تعمیر، بوقت ضرورت مسجد میں قرآن مجید رکھنا، کسی طالب علم کو دینی کتاب دینا وغیرہ وغیرہ ہر نیکی کا ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے

## ایصال ثواب کی قبولیت کے بنیادی شرائط

(۱) میت مسلمان اور صحیح العقیدہ ہو خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، اسی طرح ایصال ثواب کرنے والا بھی مسلمان ہو ورنہ ساری محنت رائیگاں جائے گی۔

(۲) ریاکاری، نام ونمود، شہرت وعزت اور ناک کی حفاظت ہرگز مطلوب نہ ہو اور نہ لوگوں کے طعن وتشنیع سے بچنے کا خیال ہی دل میں ہو نیز صدقہ وخیرات من واذی سے بھی پاک ہو۔

(۳) جو مال صدقہ وخیرات میں دیا جائے وہ حلال پاکیزہ اور طیب ہو۔

(۴) جس مال میں سے صدقہ وخیرات کیا جائے اس میں کوئی وارث غائب یا بچہ نہ ہو ورنہ اس میں سے صدقہ کرنا بلا شبہ موجب مؤاخذہ ہوگا۔

(۵) جو قرآن کریم، ذکر واذکار، تسبیح ودرود اور نفل نماز، روزہ وغیرہ میت کے لیے پڑھ کر بخشا جائے وہ بغیر معاوضہ اور اجرت کے ہو۔

(٦) ایصال ثواب کے لیے پکا ہوا کھانا صرف فقراء ومساکین کو ہی دیا جائے۔

(۷) یہ عبادت دنوں، کیفیتوں اور اقسام طعام کی تخصیص وقیود سے پاک ہو۔(۱)

---

(۱) (کتاب الروح ۱۴۵۔۱۷۷، احسن الفتاوی ۲۹۷/۷)

## ایصال ثواب کے لیے صدقہ جاریہ

عام حالات میں بہتر یہ ہے کہ ایسے نیک عمل کا انتخاب کیا جائے جس کا ثواب جاری رہتا ہو جیسے مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں حصہ لینا کنواں کھدوانا وغیرہ وغیرہ

## عبادات مالیہ کا ثواب افضل ہے

عبادات مالیہ کا ثواب پہنچنا اہل حق کے نزدیک متفق علیہ ہے اس لیے افضل ہے، دوسرے اس میں نفع تعدی بھی ہے تیسرے عبادت مالی میں نفس پر گرانی زیادہ ہوتی ہے اور عبادت بدنی کے ایصال ثواب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے۔(۱)

البتہ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں قسم کی عبادت کا ثواب پہنچتا ہے بہر حال عبادت مالیہ کے ثواب کی افضلیت مردہ کے حق میں اس وجہ سے ثابت ہے۔(۲)

## ایصال ثواب کا احسن طریقہ

بہتر صورت تو یہی ہے کہ مستحقین کو نقد تقسیم کر دیا جائے کیونکہ نہ معلوم انہیں کیا ضرورت ہے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ خشک جنس دی جائے کہ جب جی چاہے گا پکا کر خود کھالے گا، تیسرے درجہ کی صورت یہ ہے کہ پکا کر خود کھلایا جائے اور اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ روزانہ ایک دو خوراک پکا کر مستحقین کو کھلایا جائے، ایک دم پکانے میں مستحق غیر مستحق سب جمع ہو جاتے ہیں بلکہ زیادہ برادری ہی کھاتی ہے جیسا کہ رسم ہے۔(۳)

---

(۱) (کمالات اشرفیہ ۱۳۳)
(۲) (کمالات اشرفیہ ۱۹۰)
(۳) (انفاس عیسیٰ ۲/۲۱۵)

## تلاوت کلام پاک کے ایصال ثواب کا احسن طریقہ

قرآن شریف میں ایصال ثواب کے لیے احبابِ خاص سے کہہ دیا جائے کہ اپنے اپنے مقام پر حسب توفیق پڑھ کر ثواب پہنچا دیں اجتماعی صورت اس میں بھی مناسب نہیں کیونکہ اس میں اکثر اہل میت کو جتلانا ہوتا ہے خلوص نہیں ہوتا۔(۱)

## قبر پر حاضری کا ادب

ایصال ثواب کا ایک طریقہ مزار پر حاضر ہو کر ایصال ثواب کرنا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی کے مزار پر جانا ہو تو جیسے ہی قبریں شروع ہو جائیں تو اس وقت وہاں پر سلام کہیں "السلام علیکم یا أهل القبور" (اے قبر والوں تم پر سلامتی ہو)، اس کے بعد قبروں کے اوپر نہ چلیں بلکہ اس راستے پر چلیں جو قبروں سے الگ ہو اور جب اس شخص کے مزار پر پہنچیں جس کے مزار پر جانا مقصود ہے تو اس کے قریب جانے کا طریقہ یہ ہے کہ پیروں کی طرف سے جاتے ہوئے سینے کی طرف آ کر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ آپ کی پشت قبلہ کی طرف ہو اور چہرہ اس میت کے سامنے ہو جیسے کوئی آدمی قبلے کی طرف کروٹ لے کر سو یا ہوا ہو تو اس کا چہرہ اور سینہ قبلہ کی طرف ہوگا لہٰذا پیروں کی طرف سے آتے ہوئے اس کے سینے کے بالمقابل کھڑے ہو جائیں اور پھر "السلام علیکم" کہیں اور بیٹھنے کا دل چاہ رہا ہو تو بیٹھ جائیں اور جو کچھ پڑھنا ہو پڑھ کر ایصال ثواب کریں۔(۲)

قبر پر ویسے ہی دعا کرنا اور ثواب پہنچا دینا چاہیے قبر کی طرف منہ کر کے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو فقہاء نے منع کیا ہے اس میں صاحب قبر سے استفادہ کا

---

(۱) (انفاس عیسیٰ ۲/۲۱۵)

(۲) (فیوض الرحمان ۱۲۳)

شبہ ہوتا ہے ہاں قبر کی طرف پشت کر کے دعا مانگنا جائز ہے اسلام میں توحید کی بے حد حفاظت کی گئی ہے مگر لوگ خیال نہیں کرتے گڑ بڑ کرتے ہیں انہی باتوں سے بدعات پیدا ہوگئی ہیں ۔(۱)

## قبر پر جا کر ایصال ثواب کرنے کی مصلحتیں

قبر پر جا کر ایصال ثواب کرنے میں تین مصلحتیں ہیں:

(۱) قبر پر جا کر فاتحہ پڑھنے سے علاوہ ایصال ثواب کے خود پڑھنے والے کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہاں استحضار موت کا زیادہ ہوتا ہے۔

(۲) باطنی مصلحت یہ ہے کہ مردہ کو ذکر سے انس ہوتا ہے خواہ آہستہ آہستہ پڑھا جائے یا زور سے حق تعالی مردہ کو آواز پہنچا دیتے ہیں، یہ بات اولیاء اللہ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ عام مسلمین بھی سنتے ہیں کیونکہ مرنے کے بعد روح میں بہ نسبت حیات کے کسی قدر ایک اطلاق کی شان پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا ادراک بڑھ جاتا ہے مگر نہ اتنا کہ کوئی ان کو حاضر و ناظر سمجھنے لگے۔

(۳) ذکر کے انوار جو پھیلتے ہیں اس سے بھی مردہ کو راحت پہنچتی ہے۔(۲)

## رواجی قرآن خوانی ثابت نہیں

جب ہم اجتماعی اور رواجی قرآن خوانی پر غور کر کے اور اس کے اندر جو چیزیں پائی جاتی ہیں ان کا تصور کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں اور ان کی تعلیمات میں تلاش کرتے ہیں تو اس رائج الوقت صورتحال کا کہیں سراغ نہیں ملتا، اگر واقعی یہ کوئی پسندیدہ اور مسنون عمل ہوتا تو ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس کا اہتمام فرماتے حالانکہ آپ کے سامنے

---

(۱) (الافاضات الیومیہ ملفوظ ۹۹ / ۵)

(۲) (کمالات اشرفیہ ۱۹۰)

آپ کے بہت سے پیارے پیارے صحابہ کرام کا انتقال ہوا، آپ کی بعض ازواج مطہرات کا انتقال ہوا، آپ کے صاحبزادوں کا انتقال ہوا، آپ کی اکثر بیٹیوں کا انتقال ہوا اور آپ کے قریب ترین عزیزوں کا انتقال ہوا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) لیکن ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو باقاعدہ اعلان کر کے کہیں جمع ہونے کے لیے کہا ہو کہ میرے فلاں عزیز کا انتقال ہو گیا ہے آپ سب لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو جائیں اور وہاں ہم سب اکٹھے ہو کر قرآن شریف ختم کریں گے اور ان کے لیے ایصال ثواب کریں گے ایسا کوئی عمل نہیں ملتا؛ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایسا عمل نہیں ملتا تو بعد کے زمانے میں بھی ملنا مشکل ہے اسی لیے حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں بھی ایسا کوئی عمل نہیں ملتا جس کو ہم سند کے طور پر پیش کرسکیں کہ ہمارا یہ عمل حضور کے اس ارشاد کی روشنی میں ہے یا چونکہ حضور نے ایسا کیا تھا لہٰذا ہم بھی ایسا کر رہے ہیں مگر ایسا کہیں نہیں ملتا۔

اسی طرح حضرات خلفائے راشدین اور تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں بھی ایسا کوئی عمل نہیں ملتا اور جب نہیں ملتا تو خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ طریقہ بعد کے لوگوں نے بنایا ہے اور جو طریقہ بعد کے لوگ از خود بنائیں تو اس میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ چونکہ سنت کا رنگ اس کے اندر نہیں ہے اس لیے بہت سے کام اس کے اندر ایسے نظر آئیں گے جو شریعت کی واضح ہدایات کے خلاف ہوں گے چنانچہ جب ہم اس مروجہ قرآن خوانی میں غور کرتے ہیں تو اس میں بہت سی باتیں ایسی نظر آتی ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں۔

## مروجہ قرآن خوانی کی خرابیاں

مروجہ قرآن خوانی میں متعدد قباحتیں شامل ہو گئی ہیں جن کا باریک بینی سے

مشاہدہ کرنے کے بعد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تجربہ و مشاہدے سے یہ امر درجۂ یقین کو پہنچ گیا ہے کہ دوست آشنا اور برادری کے لوگ تو محض رفع شکایت کی غرض سے آتے ہیں ایصال ثواب کرنا مقصود نہیں ہوتا حتی کہ اگر کوئی عزیز اپنے گھر بیٹھ کر پورا قرآن ختم کر کے بخش دے تو اہل میت ہرگز راضی نہ ہوں اور شکایت ان کی رفع نہ ہو اور یہاں حاضر رہ کر یوں ہی تھوڑی دیر بیٹھ کر اور کوئی بہانا حیلہ کر کے چلا جاوے تو شکایت سے بچ جاوے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ جو عمل ایسے فاسد اغراض سے ہوتا ہے اس کا کچھ ثواب نہیں ملتا جب اس کو ثواب نہ ملا تو مردے کو کیا دے گا۔

رہ گئے مساکین، ان کو اگر معلوم ہو جائے کہ ان کو وہاں جا کر صرف پڑھنا پڑے گا ملے ملاوے گا کچھ نہیں تو ہرگز ایک بھی نہ آوے، سو ان کا آنا محض اس توقع سے ہوتا ہے کہ کچھ ملے گا، جب ان کو عوض دنیوی مقصود ہو گیا تو ان کا پڑھنا بھی خالصۃ للہ نہ رہا اس لیے اس کا ثواب بھی نہ ملے گا پھر مردے کو کیا بخشے گا؟

غرض یہ ساری مشقت رائیگاں ہے بلکہ قرآن خوانی کو جو ان لوگوں نے ذریعہ جاہ و مال بنایا اس کا گناہ سر پر الگ رہا اور جس طرح قرآن کا عوض لینا جائز نہیں اسی طرح دینا بھی جائز نہیں۔(۱)

نیز رسم قرآن خوانی کی قباحتیں شمار کراتے ہوئے صاحب احسن الفتاوی مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مروج قرآن خوانی بدعت اور ناجائز ہے، قرآن وحدیث اور قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، اس میں شریک ہونا جائز نہیں مزید برآں

(۱) (اصلاح الرسوم ۱۶۸)

مروج قرآن خوانی میں بے شمار خرابیاں ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) قرآن خوانی کے اس مخصوص طریقے کو شریعت سے ثابت سمجھا جاتا ہے جبکہ شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں، غیر ثابت کو ثابت سمجھنا بدعت ہے، اگر کوئی ثابت نہ بھی سمجھے تو اس کے اس عمل سے بدعت سے تشبہ اور اس کی تائید و ترویج ہوتی ہے۔

(۲) اعلان اور زبردستی و جبر کر کے اس میں لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے شریعت کی اصطلاح میں اس کو ''تداعی'' کہا جاتا ہے جو کہ عبادات نافلہ میں ممنوع ہے۔

(۳) بلانے کے بعد جو لوگ قرآن خوانی میں حاضر نہ ہوں انہیں طرح طرح سے ملامت کی جاتی ہے، حالاں کہ امر مستحب کے ترک پر ملامت جائز نہیں۔

(۴) حاضر نہ ہونے والوں سے بغض ونفرت اور کدورت دل میں بیٹھ جاتی ہے۔

(۵) قرآن خوانی کرانے والے جمع ہونے والوں کی کثرت پر فخر کرتے ہیں۔

(۶) مروج قرآن خوانی کو اتنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن خوانی نہ کرائے یا اس میں کم لوگ حاضر ہوں تو اس کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

(۷) اگر پڑھنے والے کم جمع ہوں تو پورے قرآن کے ختم کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتے ہیں اور گویا زہر کا گھونٹ سمجھ کر کسی طریقے سے اس کو گلے سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں، اور ایسی صورت میں تجوید کے قواعد وغیرہ کی رعایت کے بغیر الفاظ وحروف کو کاٹ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، پورے قرآن کے ختم کو ضروری سمجھا جاتا ہے، جبکہ شریعت میں برکت اور ایصال ثواب کے لیے مخصوص مقدار متعین نہیں، بلکہ تلاوت قرآن کے سوا ذکر واذکار، تسبیحات، نوافل اور صدقات وغیرہ دوسرے طریقوں سے بھی یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔

(۸) ختم کے آخر تک بیٹھنے کو ضروری سمجھا جاتا ہے، لہٰذا کوئی شخص اپنا پارہ ختم کر کے کسی ضرورت سے بھی درمیان میں اٹھنا چاہے تو برا مانتے ہیں۔

(۹) مروج قرآن خوانی کے موقع پر دعوت یا شیرینی کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے، جوکہ "المعروف کالمشروط" کے قائدے سے پڑھنے والوں کی اجرت ہے اور قرآن پڑھنے کی اجرت لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں، دعوت یا شیرینی کو اتنا لازم کر رکھا ہے کہ اس کا انتظام نہ کرنے والے پر لعن طعن کی بھرمار ہوتی ہے۔

(۱۰) مروج قرآن خوانی کے لیے تیجہ، چالیسواں وغیرہ خاص دن کی تعیین کی جاتی ہے اور غیر متعین عبادت میں اپنی طرف سے تعیین مکروہ، ناجائز بلکہ بدعت ہے۔

(۱۱) مروج قرآن خوانی میں شرکت کرنے والوں اور کرانے والوں دونوں کی نیت نمائش اور دکھلاوے کی ہوتی ہے، ریاکاری سے انسان کا بڑے سے بڑا عمل بھی ضائع ہوجاتا ہے سو جو اللہ کے لیے کرنا تھا اور برکت وثواب پہنچانا مقصود تھا ریاکاری سے سارے عمل کو آگ لگادی، ثواب تو کیا ملا؟

الٹا ریاکاری کا عذاب سر پر آگیا۔

(۱۲) مروج قرآن خوانی میں بعض وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جو قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہوتے، تو وہ کوئی پارہ اٹھاکر ہر سطر پر بسم اللہ پڑھ کر یا محض انگلی پھیر کر پارہ رکھدیتے ہیں اس کو انگلی اور بسم اللہ ختم کہا جاتا ہے جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں بلکہ اس میں قرآن مجید کی توہین ہے۔

(۱۳) بعض لوگوں کو سجدۂ تلاوت کا علم نہیں ہوتا تو سجدوں کی آیات پڑھ کر اور سن کر سجدۂ تلاوت نہ کرنے کی وجہ سے ثواب کے بجائے ترک واجب کا گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔

(۱۴) بعض مقامات پر قرآن خوانی کرانے والے سب لوگوں کی طرف

سے چودہ سجدے کر لیتے ہیں اس سے ان کا ذمہ فارغ نہیں ہوتا اور خلاف شرع سجدے کرنے والے گنہگار ہوتے ہیں۔

(۱۵) بعض علاقوں میں مدارس دینیہ میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ چھوڑ کر قرآن خوانی کروائی جاتی ہے جبکہ علوم دینیہ کی تعلیم وتعلم فرض کفایہ ہے اور تلاوت قرآن عبادت نافلہ، فرض کا ثواب نفل سے زیادہ ہے، یہ نفس کے بندے زیادہ ثواب کا کام چھوڑ کر کم ثواب کا کام کر کے نفع کے بجائے نقصان کر رہے ہیں۔

یہ تمام خرابیاں شریعت وسنت کے طریقے سے روگردانی کا نتیجہ ہیں، اس کے برعکس اگر شریعت کا طریقہ اختیار کیا جاتا تو راحت ہوتی، اس قدر زحمت اور تکالیف کی مشقت برداشت نہ کرنی پڑتی، اخلاص وللّٰہیت ہوتی جس کی بدولت پڑھنے والوں کا بھی نفع ہوتا اور میت کا بھی، اور ریا ونمود کا عظیم گناہ بھی سر پر نہ آتا۔(۱)

## مروجہ قرآن خوانی کا حکم فتاوی کی روشنی میں

عوام میں پائی جانے والی قرآن خوانی کئی لوازمات کے ساتھ ہوتی ہے جن کی خیر القرون میں کوئی اصل نہیں ملتی، ایسی خلاف شرع پابندی اور التزام والی قرآن خوانی قابل ترک ہے اس میں شرکت بھی ممنوع ہے،

(۱) فقیہ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثواب میت کو پہنچانا بلا قید تاریخ کے اگر ہو تو عین ثواب ہے اور جب تخصیصات اور التزامات مروجہ ہوں تو نادرست اور باعث مؤاخذہ ہو جاتا ہے۔(۲)

(۲) حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

(۱) (ماخوذ از نفس کے بندے ۷۴، احسن الفتاوی ۱۶۷/ ۸)

(۲) (فتاوی رشیدیہ ۴۵۵)

رسم و رواج کی پابندی، اور برادری کی مروت اور دباؤ کے بغیر، اور کوئی مخصوص تاریخ اور دن معین کیے بغیر، اور دعوت کا اہتمام اور اجتماعی التزام کے بغیر میت کے متعلقین خیر خواہ اور عزیز و اقرباء ایصال ثواب کی غرض سے جمع ہو کر قرآن خوانی کریں تو یہ جائز ہے ممنوع نہیں۔(۱)

(۳) فقیہ الامت حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایصال ثواب میں نہ تاریخ کی قید ہے کہ شب برات ۱۵/شعبان، ۱۰/محرم اور ۱۲/ربیع الاول ہو، نہ ہیئت کی قید ہے کہ چنوں پر کلمہ طیبہ پڑھا جائے یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دی جائے نہ سورتوں و آیتوں کی تخصیص ہے کہ قل اور پنج آیات ہو، اور نہ کسی اور قسم کی قید ہے، یہ سب قید ختم کر دیا جائے کہ یہ شرعا بے اصل ہے صحابہ نے بغیر ان قیدوں کے ثواب پہنچایا ہے۔(۲)

(۴) مروج قرآن خوانی بدعت اور نا جائز ہے، قرآن و حدیث اور قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، اس میں شریک ہونا جائز نہیں۔(۳)

(۵) یہ بات صحیح ہے کہ اموات کی ارواح کو جو کچھ ثواب پہنچایا جاوے، اس میں کوئی دن اور تاریخ مقرر نہ کی جاوے، جب توفیق ہو بدون تعین سوم و دہم و چہلم و یازدہم وغیرہ کے محتاجوں کو کھانا کھلا دیا جاوے یا کپڑا دے دیا جاوے یہ بہتر ہے، اور نقد دینا سب سے بہتر ہے، اور مخفی طریقے سے دینا اچھا ہے اور ریا سے ابعد ہے، اور کلمہ طیبہ و قرآن شریف پڑھوا کر اور پڑھ کر بھی ثواب پہنچایا جاوے، مگر ایسے لوگ پڑھیں جو لوجہ اللہ پڑھیں اور کچھ اجرت نہ لیں ورنہ ثواب

---

(۱) (فتاوی رحیمیہ ۱/۳۸۹)

(۲) (فتاوی محمودیہ ۱/۲۰۶)

(۳) (احسن الفتاوی ۸/۱۶۷)

نہیں ہوتا۔(۱)

(۶) اجتماعی قرآن خوانی کا مروجہ طریقہ خرابیوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے لائق ترک ہے۔(۲)

(۷) بغرض ایصال ثواب مروجہ قرآن خوانی اور اس موقع پر تقسیم شیرینی و شیرینی کا کھانا سب ناجائز ہے، اس میں بہت سی خرابیاں ہیں۔(۳)

(۸) قرآن شریف کی تلاوت کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے اور اخلاص کے ساتھ یہ کام صحیح طریقے سے کیا جائے تو میت کو ثواب پہنچتا ہے، مگر اس کے لیے اجتماع یا شیرینی کی پابندی یا یہ پابندی کی انتقال کے تیسرے یا چالیسویں دن ہی ہو یہ بدعت ہے، جس سے اجتناب لازم ہے۔(۴)

## ایصال ثواب کے لیے تلاوت قرآن پر اجرت لینا بالاتفاق جائز نہیں

ایصال ثواب کے لیے اجرت پر تلاوت کرانے کا رواج بہت سے علاقوں میں پایا جاتا ہے، مگر یہ رواج خلاف شرع ہے،

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ تلاوت پر اجرت لینا دینا جائز نہیں ہے اور اس سے تلاوت کرنے والے کو ثواب حاصل نہیں ہوتا، اور جب تلاوت کرنے والے کو ثواب نہ ملا، تو میت کو کیا پہنچائے گا،

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے:

---

(۱) (فتاوی دارالعلوم دیو بند ۹۷/۴ /۱۸)

(۲) (دارالافتاء دارالعلوم دیو بند Fatwa:398-349/M=4/1440)

(۳) (فتاوی ریاض العلوم گورینی جون پور ۳۰۰/۱)

(۴) (فتاوی دارالعلوم کراچی (امداد السائلین) ۱۵۵)

بعض لوگوں نے قرآن مجید کو آلۂ کسب دنیا و جلب مال کا بنا رکھا ہے مختلف طور سے، بعض تو تراویح میں اجرت پر سناتے پھرتے ہیں، بعض مردوں پر تیجے میں یا چالیسویں تک یا اس کے بعد بھی پڑھنے کا پیشہ کر لیتے ہیں، ان کا ناجائز ہونا بکرات ومرات علماء کے فتاوی میں طے ہو چکا ہے، بعض تو اور بھی غضب کرتے ہیں یعنی یہ بھی نہیں کہ صرف عقد اجارہ کے بعد ہی پڑھا کریں، بلکہ پہلا جو پڑھا ہوا ہے اس کو کچھ لے لے کر بخشتے ہیں یہ تو اچھا خاصا مبادلہ اور بیع ہے۔(۱)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے در مختار کی شرح میں اور اپنے رسالہ شفاء العلیل میں بڑی تفصیل اور قوی دلائل کے ساتھ یہ بات واضح کر دی ہے کہ تعلیم قرآن وغیرہ پر اجرت لینے کو جن متأخرین فقہاء نے جائز قرار دیا ہے اس کی علت ایک ایسی دینی ضرورت ہے جس میں خلل آنے سے پورے دین کا نظام مختل ہو جاتا ہے اس لیے اس کو ایسی ہی ضرورت کے مواقع میں محدود رکھنا ضروری ہے اس لیے مردوں کو ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن کرانا یا کوئی دوسرا وظیفہ پڑھوانا اجرت کے ساتھ حرام ہے، کیونکہ اس پر کسی دینی ضرورت کا مدار نہیں، اور اجرت لے کر پڑھنا حرام ہوا تو اس طرح پڑھنے اور پڑھانے والے دونوں گنہگار ہوئے، اور جب پڑھنے والے کو کوئی ثواب نہ ملا تو میت کو کیا پہنچائے گا؟

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر فقہاء کی بہت سی تصریحات تاج الشریعہ، عینی شرح ہدایہ، حاشیہ خیر الدین اور بحر الرائق سے نقل کی ہیں اور خیر الدین رملی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ایصال ثواب کے لیے قبر پر قرآن پڑھوانا یا اجرت دے کر ختم کروانا صحابہ کرام و تابعین اور اسلاف امت سے کہیں منقول

(۱) (اصلاح انقلاب امت ۶۴/۱)

نہیں اس لیے بدعت ہے۔(۱)

”إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري“(۲)

ترجمہ: اجرت پر قرآن کی تلاوت سے ثواب کا استحقاق نہیں ہوتا نہ تو میت کے لیے اور نہ تو پڑھنے والے کے لیے۔

وقال العيني في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا والآخذ والمعطي آثمان. فالحاصل ان ما شاع في زماننا من قراءة الاجزاء بالأجرة لا يجوز؛ فاذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة ؛ فأين يصل الثواب إلى المستأجر.(۳)

ترجمہ: دنیا کی خاطر پڑھنے والے کو روکا جائے گا اور تلاوت پر اجرت لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں، حاصل یہ کہ ہمارے زمانے میں جو رائج ہو گیا ہے کہ قرآن کے اجزاء و پارے اجرت پر پڑھتے ہیں یہ جائز نہیں، تو اجرت پر پڑھانے والے کو کہاں سے ثواب ملے گا۔

ان عبارات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت پر اجرت لینا دینا جائز نہیں، اور اس سے تلاوت کا ثواب بھی حاصل نہیں ہوتا اور جب خود تلاوت کرنے والے ہی کو ثواب نہیں ملتا تو وہ کسی اور کو کیا بخشے گا۔

## رواجی ایصال ثواب سے اجتناب ضروری ہے

ایصال ثواب کی وہ شکلیں جو اپنی ذات میں جائز ہیں، لیکن موجودہ صورتحال میں وہ رسم و رواج بن چکی ہیں اور ان میں مختلف قباحتیں و غیر شرعی باتیں داخل ہو

(۱) (تفسیر معارف القرآن ۹/۱۴۹ از مفتی محمد شفیع عثمانی)
(۲) (ردالمحتار ۶/۵۶)
(۳) (ردالمحتار ۹/۷۷)

چکی ہیں، ان سے اجتناب ضروری ہے، البتہ اگر کہیں یہ قباحتیں موجود نہ ہوں تو ایصال ثواب کی ان جائز صورتوں کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

## ایک مخلصانہ گزارش

محترم قارئین! ہم سب کو اللہ تعالی کے پاس جانا ہے ہم سب کو اپنی اپنی قبروں میں سونا ہے اور اللہ تعالی کے پاس اپنے ایک ایک عمل کا جواب دینا ہے، لہٰذا کسی بات پر ڈٹ جانا اور اڑ جانا مناسب نہیں کہ یہ طریقہ تو ہمارے باپ دادا سے چلا آرہا ہے لہٰذا اس کو کیسے چھوڑ دیں؟ اللہ تعالی ہمارے دل میں یہ بات ڈال دے کہ دین جو کچھ ہے وہ جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات ہیں، اس سے آگے بڑھ کر جو کام کیا جا رہا ہے وہ دین نہیں ہوسکتا چاہے اس کا رواج صدیوں سے چلا آرہا ہو، وہ کام قابل ترک ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو دین کی صحیح فہم نصیب فرمائے آمین؛ یارب العالمین.

الاسلام

## مقبرہ کی آواز

مقبرہ میں اترنے والے سن
ٹھہر ہم پر گزرنے والے سن
عاجزوں کی ذرا صدا سن لے
زیر دستوں کی التجا سن لے
ہم بھی ایک دن زمیں پہ چلتے تھے
باتوں باتوں میں ہم مچلتے تھے
ہم بھی ایک دن زمیں کے مالک تھے
ہم بھی کل رونق ممالک تھے
مالک نقد و جائیداد تھے ہم
بزم عالم میں بامراد تھے ہم
ہم بھی رکھتے تھے قصر عالیشاں
ہم بھی تھے مالک زمین و مکاں
ہم بھی رکھتے تھے کچھ زن و فرزند
تھے جو دل پارہ جگر پیوند
ہم بھی رکھتے تھے دوست و احباب
تھے ہمارے بھی خادم و بوّاب
کچھ بتا دو یہ سب کہاں ہیں آج
یک بیک سب کے سب نہاں ہیں آج

جن کو مرمر کے میں نے پالا تھا
جن کے گھر کا میں اک اجالا تھا
جن کے ہر کام کا مدار تھا میں
جن کی بگڑی کا سازگار تھا میں
دین و دنیا کی ساری مکروہات
جن کی خاطر تھی میرے سارے دن رات
ہے کہاں آج وہ میری اولاد
کہ نہیں کرتی بھول کر بھی یاد
جس پہ تھا کل مدار راحت کا
جس کو دعوٰی تھا کل محبت کا
جس کی الفت کا دل میں تھا اک داغ
کیا کسی گھر کا بن گئی وہ چراغ
آج وہ زینت حرم ہیں کہاں
مہبط الفت و کرم ہیں کہاں
کون آباد ہے میرے گھر میں
ملک کس کی ہے نقد و زیور میں
کوئی کرتا نہیں ہے یاد مجھے
سب نے چھوڑا ہے نامراد مجھے
ہم ہر اک رہ گزر کو تکتے ہیں
فاتحہ کے لئے ترستے ہیں

کہ کوئی بندۂ خدا آ جائے
فاتحہ بے کسوں پہ پڑھ جائے
اے زمیں پر مچلنے والے دیکھ
کبر و نخوت سے چلنے والے دیکھ
ہم سے عبرت پکڑ لے غفلت کیش
یہی منزل تجھے بھی ہے درپیش
بھیج اس کے لیے کوئی ساماں
جس میں ہونا ہے کل تجھے مہماں
اپنا سامان اپنے ہاتھ سے باندھ
صبح چلنا ہے تجھ کو رات سے باندھ
کل نہ بھیجے گا کوئی خویش و عزیز
اپنے ہاتھوں سے بھیج اپنی چیز
چیزیاں کوئی بھی مفید نہیں
لیک رحمت سے کوئی بعید نہیں
زاد تقوی ہے بس یہاں تو ضرور
ظلمت قبر میں یہی ہے نور
اس کو افسانہ و خیال نہ جان
بات حق کہہ رہا ہوں مان نہ مان
وعظ ہے قبر ہے نشاں میری
گرچہ خاموش ہے زباں میری

دل کے کانوں سے سن فغاں میری
درس عبرت ہے داستاں میری
جانے والے تو جا کے پھیلا دے
میری آواز سب کو پہنچا دے
(کشکول از مفتی محمد شفیع عثمانی ۳۱۴)

تمّت هذه الرسالةُ بتوفيق الله تعالى على أحسنِ وجهٍ؛ فأسألُ اللهَ الكريمَ ربَّ العرشِ العظيم بمنِّه وفضلِه أن يجعلَ هذا العملَ خالصًا لوجهِه الكريم، وأن يتقبّله مني قبولًا حسنًا، ويجعلَه سببًا لوضوحِ الحقِّ وشيوعِ السنّة، ومحقِ البدعةِ والضلالة.

اللهم اغفر لي، ولوالديَّ، ولأساتذتي، ولمشايخي، ولِمن له حقٌّ عليّ، ولجميعِ المؤمنين والمؤمنات، والمسلمين والمسلمات، إنك سميعٌ مجيبُ الدعوات.

ربَّنا تقبّل منّا، إنّك أنت السميعُ العليم؛ وتُب علينا، إنّك أنت التوّابُ الرحيم. آمين، يا ربّ العالمين.

عبدالعظیم بن دلشاد احمد اعظمی
مدرسہ ریاض الجنہ دھولیہ مہاراشٹر
۷/ربیع الاول ۱۴۴۷ھ

# یادداشت

# زیر نظر رسالے کا تعارف

اہل سنت والجماعت کے یہاں ایصال ثواب کا جواز ایک مسلمہ اصول ہے جس کی بنیاد قرآن کریم کی آیات، احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور امت کے متواتر عملی تعامل پر ہے۔

تاہم عصر حاضر میں بعض حلقے ایصال ثواب کی مشروعیت پر سوالات اٹھاتے ہیں، اس کے برعکس بعض لوگ ایصال ثواب کا صحیح طریقہ سمجھے بغیر ہر قسم کی رسم ورواج پر مبنی قرآن خوانی کو دین کا حصہ سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔

یہ رسالہ اسی توازن اور اعتدال کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے تاکہ: قرآن وسنت، آثار صحابہ واقوال فقہاء کی روشنی میں ایصال ثواب کی شرعی حیثیت کو مدلل انداز میں واضح کیا جائے۔

مروجہ قرآن خوانی کے رائج طریقوں کا تجزیہ کیا جائے کہ وہ شرعی اصولوں کے مطابق ہیں یا ان میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

اور اس اہم عمل کو جذبات، رسوم یا افراط وتفریط سے ہٹ کر علمی، شرعی اور اعتدال پر مبنی بنیاد فراہم کی جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے، اسے ذریعۂ ہدایت ونفع عام بنائے۔ آمین

عبدالعظیم اعظمی



**Abdul Azeem Dilshad Ahmad**
Baraipur, Hubbiganj, Azamgarh, Uttar Pradesh 223224
Contact No.: +91 7275243496